اِنَّ الحیاء من الایمان (حدیث)

حیا اور پاک دامنی

محبوب العلماء والصلحا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

باب ۳

حجاب کا حکم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر عقل کا نور عطا کیا ہے۔ اسی عقل سلیم کی وجہ سے انسان اور حیوان کی زندگی میں بنیادی فرق ہے۔ کھانا پینا اور بیوی بچے والے کام میں انسان اور حیوان سب برابر ہیں۔ مکان بنا کر رہنے میں بھی کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ انسانی ضروریات زیادہ ہیں لہٰذا اسے پر تعیش فلک بوس عمارات کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ جانوروں کی زندگی سادہ ہے، ان کے رہنے کی جگہیں بھی معمولی ہوتی ہیں، چڑیا گھونسلہ بنا کر رہتی ہے، سانپ بل میں گھستا ہے تو شیر کچھار میں آرام کرتا ہے۔

رہ گئی بات آپس کے رہن سہن کی تو اس میں جانور انسان سے پیچھے نہیں ہیں۔ چیونٹی کی زندگی میں اتفاق و اتحاد کی اعلیٰ مثال ہے، شہد کی مکھیوں میں آداب سلطانہ کی انتہا ہے، پرندوں کی زندگی میں ذکر و عبادت ہے، البتہ ایک بات ایسی ہے کہ جس میں انسان کو حیوان پر فوقیت حاصل ہے، وہ شرم و حیا والی صفت ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے انسان پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے اور اپنے مالک کی قدم قدم پر فرمانبرداری کرتا ہے، اسی شرم و حیا والی صفت کا تقاضا ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے آنے کے لئے اپنی شرمگاہ کو چھپائے۔ چنانچہ تاریخ انسانیت اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ کہ حضرت

آدم علیہ السلام اور انکی زوجہ کو جنت میں لباس عطا کیا گیا تھا۔ جب شجر ممنوعہ کا پھل کھایا تو جنتی پوشاک اتار لی گئی۔ دونوں نے فوراً اپنے جسم کے پوشیدہ حصوں کو درخت کے پتوں سے ڈھانپ لیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ (الاعراف: ۲۲)

[اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے]

ستر کا پس منظر

جسم کے پوشیدہ اعضاء کو چھپانے کے لئے عربی میں عورت اور اردو فارسی میں ستر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اولاد آدم پتھر کے زمانے سے ہی اپنے ستر کو چھپاتی چلی آ رہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب عقل و شعور میں پختگی آئی اور انسان نے معاشرتی آداب و اخلاق کو اپنایا تو اس کے لباس میں اور زیادہ شائستگی آتی گئی۔ چنانچہ تمام ادیان عالم نے انسان کو مہذب لباس پہننے کی تعلیم دی۔ عیسائیت میں اگر عورت کے لباس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ستر ہی نہیں چھپاتی تھی بلکہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے سوا باقی تمام جسم کو کپڑوں سے چھپاتی تھی۔ کلیسا میں زندگی گزارنے والی عیسائی عورتیں آج بھی اسی لباس میں ملبوس نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اعضائے مستورہ کو چھپانا طبعی، عقلی اور شرعی ہر لحاظ سے لازمی ہے۔ تمام انبیائے کرام کی شریعتوں میں یہ فرض رہا ہے۔

حجاب کا پس منظر

دین اسلام کامل مکمل ضابطہ حیات ہے لہٰذا دین اسلام نے حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ حیاء کا تقاضا ہے کہ معاشرے میں سے عریانی و فحاشی کو یکسر ختم کر دیا جائے۔

اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا تو فرمایا کہ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا (زنا کے قریب بھی نہ جاؤ) شریعت محمدی ﷺ نے قیامت تک کے لئے انسانوں کو اپنے چشمہ صافی سے فیضیاب کرنا تھا لہٰذا اس میں جن کاموں کو حرام قرار دیا گیا ان کے ذرائع کو بھی ممنوع فرما کر شیطان کے داخلے کا ہر سوراخ بند کر دیا۔ مثلاً

☆......شراب کو حرام قرار دیا تو اس کے بنانے، بیچنے، خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام قرار دیا۔

☆......سود کو حرام قرار دیا تو معاملات فاسدہ سے حاصل ہونے والے نفع کو بھی سود کی طرح مال خبیث قرار دیا۔

☆......شرک کو حرام قرار دیا تو تصویریں بنانے اور بت تراشنے کو بھی حرام قرار دیا۔

☆......زنا کو حرام قرار دیا تو اجنبی عورت کو دیکھنے، چھونے، شہوت بھرا کلام کرنے اور دل میں خیال جمانے کو بھی حرام قرار دیا۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ بے پردگی ہی زنا کا سبب بنا کرتی ہے۔ اسی لئے دین اسلام نے عورت کو حجاب میں رہنے کا حکم دیا۔ قدسی نفوس نے تو حجاب کی اہمیت کو از خود محسوس کر لیا۔ چنانچہ ۵ ہجری میں حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا،

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ نِسَائَكَ يَدْخُلُ عَلَيْهِنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ حَجَبْتَهُنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ (بخاری و مسلم)

[اے اللہ کے رسول! آپ کی ازواج کے پاس نیک اور گناہ گار داخل ہوتے ہیں تو اگر آپ ان کو پردے کا حکم فرمائیں۔ اس پر پردے کی آیات نازل ہوئی]

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ حجاب سے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور نبی اکرم ﷺ کی ستر احادیث ہیں۔ حجاب سے مراد یہ ہے کہ حتی الوسع عورت گھر میں ہی رہے۔ اگر کسی ضرورت کے تحت نکلنا پڑے تو

اپنے جسم اور زیب و زینت کو چادر یا برقعے کے ذریعے غیر محرم سے چھپائے۔

سترعورت اور حجاب کا موازنہ

پس سترعورت یعنی پوشیدہ اعضاء کو چھپانا اور حجاب دو الگ الگ مسائل ہیں۔ ان کا موازنہ درج ذیل ہے۔

سترعورت	حجاب
☆..... سترعورت تمام شریعتوں میں فرض رہا ہے۔	☆..... حجاب کا حکم امت محمدیہ کو ۵ ہجری میں ملا ہے۔
☆..... ستر عورت خلوت وجلوت دونوں میں ضروری ہے۔	☆..... حجاب عورت کے لئے غیر مردوں کے سامنے لازم ہے۔
☆..... سترعورت مردوں اور عورتوں دونوں پر لازم ہے۔	☆..... حجاب کا حکم فقط عورت پر فرض ہے۔
☆..... سترعورت شرم وحیا کی ابتدا ہے۔	☆..... عورت کا حجاب شرم وحیا کی انتہا ہے۔

حجاب (پردے) کے دلائل

آج کل کے سائنسی دور میں ایک طرف تو مادی ترقی اپنے عروج پر ہے، دوسری طرف عریانی وفحاشی کا سیلاب تلاطم خیز ہے۔ فرنگی تہذیب کے اثرات نے فیشن پرستی اور بے حیائی کو عام کر دیا ہے۔ یونیورسٹی کالج کی تعلیم یافتہ خواتین نے حجاب کو غیر اہم سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ حجاب کی اہمیت وفرضیت کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا جائے۔

(۱) قرآن مجید سے دلائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى (الاحزاب ۳۳)

[اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور نہ دکھلاتی پھرو جیسے کہ جاہلیت کے دور میں دکھلانے کا دستور تھا]

اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عمومی طور پر اپنے گھروں میں رہیں۔ گھر کی چار دیواری میں رہ کر اپنے فرائض منصبی کو پورا کریں۔ شریعت نے عورت کے ذمے کوئی ایسا کام نہیں لگایا کہ جس کی وجہ سے اسے چار دیواری سے نکلنا پڑے۔ وقتی ضرورت تو مجبوری اور معذوری میں داخل ہے تاہم عورت جس قدر گھر میں رہے گی اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا قرب پائے گی۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔

اَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا (ابن خزیمہ۔ ابن حبان)

(عورت اپنے رب سے سب سے زیادہ اس وقت قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے درمیان میں چھپی ہو)

طبرانی شریف کی ایک روایت میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

لَیْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ فِی الْخُرُوْجِ اِلَّا مضطرۃ (طبرانی، الجامع الصغیر)

[عورت صرف شرعی ضرورت پیش آنے کی وجہ سے گھر سے باہر نکلے]

لہذا بہت سخت ضرورت کی وجہ سے عورت کا گھر سے نکلنا جائز ہے۔ عربی کا مقولہ ہے۔

لَا تَحْفَظُ الْمَرْاَۃُ اِلَّا فِی بَیْتِہَا

[عورت کہیں محفوظ نہیں ہوتی سوائے اپنے گھر کے]

ازواج مطہرات حضر میں گھر کی چار دیواری میں رہتی تھیں اور سفر میں ہودج اور خیمے کے اندر رہتی تھیں۔ واقعہ افک کے پیش آنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہودج میں موجود ہوں گی جبکہ وہ گم شدہ ہار ڈھونڈنے کیلئے قضائے حاجت کی جگہ پر گئی تھیں۔ اس آیت میں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ جاہلیت اولیٰ والی بے پردگی کا مظاہرہ نہ کریں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ اسلام کے شروع کے زمانے میں جاہلیت اولیٰ بے پردگی کا سبب تھی آج کے دور میں جاہلیت اخریٰ بے پردگی کا سبب ہے۔ بعض انگریزی تعلیم یافتہ عورتیں تو پردے کی مخالفت کر کے اپنے لکھے پڑھے جاہل ہونے کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔

(۲)......ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (الاحزاب: ۵۳)

[جب تم ان سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردے کے پیچھے سے کرو، اس میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دلوں کیلئے اور ان کے دلوں کیلئے]

اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگنی ہو تو وہ پردے کے پیچھے سے مانگیں۔ یعنی اگر بالفرض چار دیواری کا پردہ

نہیں تو چادر کا پردہ ضرور ہونا چاہیے، آمنا سامنا جائز نہیں۔ یہاں پر یہ بات ہے کہ ایک طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس ہستیاں تھیں اور دوسری طرف، مطہرات جیسی پاکیزہ عورتیں تھیں، مگر اس کے باوجود انہیں پردے کے پیچھے رہ کر بات چیت کرنے یا لین دین کرنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے اچھا ہے۔

(۳)......ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ . يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ (الاحزاب:۵۹)

[اے نبی ﷺ۔فرمایئے اپنی ازواج سے اور بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ وہ ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادریں]

جلابیب عربی زبان میں جلباب کی جمع ہے اس سے مراد وہ چادر ہے جس کو عورتیں اپنے دوپٹے کے اوپر اوڑھ لیتی ہیں۔ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ میں مِن تبعیضیہ ہے، یعنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر لٹکائیں۔ اس سے لوگ پہچان لیں گے کہ یہ شریف عورت ہے پھر اس کو ستایا نہ جائے گا۔ یعنی کوئی منافق اور بدچلن انہیں چھیڑ نہیں سکے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے سروں اور چہروں کو چادر سے ڈھانپ لیا کریں۔ صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں تاکہ چلنے پھرنے اور دیکھنے میں آسانی ہو۔ آجکل کا مروجہ برقعہ اسی چادر کا قائم مقام ہے۔

(۴) وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور:۳۱)

[عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو کھلا رہتا ہے]

عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو کچھ بامر مجبوری کھلا رہتا ہو۔ زینت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے انسان اپنے آپ کو خوبصورت اور خوشنما بنائے۔ إِلَّا مَا ظَهَرَ

سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کے نزدیک کپڑے زیور یا بناؤ سنگھار کی چیزیں ہیں۔ اسکی دلیل قرآن مجید کی دوسری آیت سے ملتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف:۳۱)

[لو اپنی زینت ہر نماز کے وقت]

اس آیت میں زینت سے مراد کپڑے ہیں اور مسجد سے مراد نماز ہے۔ ان معانی کے مطابق عورت کے لئے اپنے کپڑوں کی اور زیور کی نمائش کرنا بھی منع ہے۔ پس ثابت ہوا کہ زینت کے جسمانی اعضاء کو ظاہر کرنا تو بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ اس صورت میں مطلب بالکل صاف ہے کہ اوپر کے کپڑے یعنی برقعہ یا بیرونی چادر اس چھپانے کے حکم سے مستثنیٰ ہے بقیہ تمام کپڑوں اور زینت کو چھپانا فرض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے زینت سے مراد اعضائے زینت لئے ہیں تو پھر مطلب یہ بنے گا کہ جب ضروری کام کے لئے مثلاً بیماری کے علاج کے لئے یا شناخت کیلئے یا گواہی دینے کیلئے قاضی یا حاکم کے سامنے مواضع زینت کو کھولنا پڑے تو مجبوری کے تحت جائز ہے۔ اس صورت میں مواضع زینت سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہوں گی۔ اس بات پر سب حضرات متفق ہیں کہ جب عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا شہوت ابھرنے کا سبب بنے تو ایسی صورت میں عورت کے لئے چہرہ چھپانا اور مرد کے لئے اس کی طرف نہ دیکھنا فرض ہے۔ لہٰذا قاضی یا حاکم کو اگر شناخت کی خاطر دیکھنا پڑے تو ان کے لئے بھی پہلی نظر بلا شہوت جائز ہوگی۔ دوسری نظر حرام ہوگی۔

(۵)......ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ ۔ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (النور:۶۰)

[اور جو عورتیں گھروں میں بیٹھ رہی ہیں (بوڑھیاں) جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی۔
ان پر گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے نقاب کو۔ یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنے سنگار کو،
اگر اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کے لئے۔ اللہ سب باتیں سنتا اور جانتا ہے]

شرع شریف میں ایسی بوڑھی عورتوں کو پردے میں سہولت دے دی گئی ہے کہ جو نہ تو وہ نکاح کے قابل رہی ہوں اور نہ ہی ان کی طرف مردوں کو رغبت ہو۔ جن اعضاء کا چھپانا عورت کیلئے اپنے محرموں سے ضروری نہیں بوڑھی عورت کے لئے ان اعضاء کا غیر محرموں سے چھپانا بھی ضروری نہیں۔ اس آیت میں قید لگا دی گئی ہے کہ بن سنور کر سامنے نہ آئے اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ اگر غیر محرموں کے سامنے آنے سے بالکل ہی بچے تو ان کے لئے بھی یہی بہتر ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ "لکل ساقط لاقطہ" (ہر گری پڑی شے کا کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب بوڑھی عورت کے لئے اتنی احتیاط بتائی گئی ہے تو جوان عورت کے لئے پردے کی احتیاط کتنی ضروری ہوگی۔

(۲)......ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلْمَالُ وَلْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکهف)

[مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہے]

اس آیت مبارکہ میں مال اور بیٹے کو دنیا کی زینت کہا گیا ہے بیٹی کو مستثنٰی قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ وہ چھپانے کی چیز ہے نمائش کی چیز نہیں ہے۔ اس سے بھی عورت کے پردہ میں چھپے رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا مسلمان عورت پردے کا خوب اہتمام کرے اور ذہن میں اچھی طرح سوچ لے کہ

الحجاب الحجاب قبل العذاب

(حجاب......حجاب......اس سے پہلے کہ عذاب آجائے)

(۲) حدیث پاک سے دلائل:

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ نیک بخت اور صاحب عزت عورت کا نشان گھونگھٹ ہے تا کہ بدنیت فاسق فاجر ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اَمَرَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ فِیْ حَاجَةٍ اَنْ يُغَطِّيْنَ وُجُوْهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُسِهِنَّ بِالْجَلَابِيْبِ وَيُبْدِيْنَ عَيْنًا وَّاحِدَةً (تفسیر ابن کثیر: ۵۱۹/۳)

(اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلیں تو اپنے چہروں کو سروں کی طرف سے چادر سے ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں)

اس سے معلوم ہوا کہ بے پردگی شریف اور غیرت مند عورت کا کام نہیں ہے۔

☆...... حدیث پاک میں آیا ہے المرءة عورة (عورت چھپانے کی چیز ہے) پس عورت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو غیر محرم مردوں سے چھپائے۔ اگر گھر میں رہ کر چھپائے تو یہ سب سے زیادہ افضل ہے تا کہ کوئی مرد اس کی جسامت یعنی ڈیل ڈول اور چال ڈھال وغیرہ کو بھی نہ دیکھ سکے۔ اگر کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو جسم اور کپڑوں کی زیب و زینت کو چادر یا برقعے وغیرہ سے چھپائے ایسا نہ ہو کہ کسی نفس پرست شخص کی نظر پڑے اور وہ اس عورت کی عزت خراب کرنے کے منصوبے تیار کرنے لگے۔

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال پوچھا۔ مَا خَيْرٌ لِّلنِّسَاءِ (عورتوں کے لئے کیا چیز بہتر ہے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اسی دوران مجھے

گھر جانا پڑا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہی سوال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ

خَيْرٌ لَهُنَّ اَنْ لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يَرَوْنَهُنَّ

[عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ نہ وہ تو وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ ہی مردان کو دیکھیں]

میں نے یہ جواب نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا تو نبی علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا

اِنَّهَا بِضْعَةٌ مِّنِّيْ [وہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے] (معارف القرآن: ۷/۲۱۶)

☆...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ [حیا ایمان کا حصہ ہے]

پردے کا منشا حیا ہے اور حیا عورت کی فطرت ہے۔ جب عورت ضمیر کے خلاف کام کرتی ہے تو بے حیا بن جاتی ہے اور شرم و حیا کو ایک طرف رکھ دیتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ (مشکوۃ: ج ۳، ص ۱۳۰۷)

[جب تو بے حیا بن جائے تو پھر جو چاہے کر]

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیائی ہی بے پردگی کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو حیا جیسی نعمت سے محروم نہ فرمائے۔ آمین۔

☆...... حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اِنَّ الْمَرْءَةَ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ

(ابن کثیر ۳/۴۸۲)

[عورت چھپانے کی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے]

شیطان جھانکتا ہے اس کے دو معانی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ شیطان لعین اسے گھر سے نکلتا دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ اب مجھے اس کو غیر محرم کی طرف اور غیر محرم کو اس کی

طرف مائل کرنے میں آسانی ہوگئی۔ شیطان اس کو عورت کو بدنظری کا مرتکب کرواتا ہے اور غیر محرم کو اس کے جال میں پھنساتا ہے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ شیطانی شہوانی نفسانی زندگی گزارنے والے لوگ عورت کو گھر سے باہر دیکھ کر للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے فاسق وفاجر لوگ شیطان کے نمائندے ہوتے ہیں ان کے جھانکنے کو شیطان کا جھانکنا کہا گیا ہے۔

☆..... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

(میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ بڑا فتنہ کوئی نہیں دیکھا)

اس سے معلوم ہوا کہ عورت مرد کے لئے سب سے بڑی آزمائش ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ پردہ واجب ہونے کا مدار فتنہ ہے۔ اسی لئے بوڑھی عورت جس کی طرف جنسی میلان نہیں رہتا اس کو چہرے کا پردہ کرنے میں نرمی دی گئی ہے۔ جوان عورت کی طرف مرد کا میلان فطری طور پر شدید ہوتا ہے لہٰذا اسے پردہ میں رہنا چاہیے۔ اگر عورت کسی ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلے تو پردے کے ساتھ نکلے تاکہ اس کے ذریعے سے شیطان مردوں کو فتنے میں نہ ڈال سکے۔

☆..... امام احمدؒ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

کُنْتُ اَدْخُلُ بَیْتِیَ الَّذِیْ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنِّیْ وَاضِعٌ ثَوْبِیْ وَ اَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِیْ وَ اَبِیْ (ای مدفونان فیه)

(میں اس کمرے میں داخل ہوتی جس میں نبی علیہ السلام مدفون ہیں تو اپنی چادر رکھ دیتی تھی اور کہتی تھی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد مدفون ہیں۔ لیکن جب عمرؓ کو دفن کیا گیا تو اللہ کی قسم۔ میں ان سے حیا کی وجہ سے خوب اچھی طرح

پردہ کرلیا کرتی تھی]

اس سے پردے کی اہمیت کا اندازہ لگانا چاہیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو قبر میں مدفون شخص سے بھی پردہ کر رہی ہیں جبکہ آج کی بے پردہ عورتیں زندہ جیتے جاگتے مردوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ دیندار عورتوں کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل روشنی کا مینار ہے۔

☆......حدیث پاک میں آیا ہے کہ

وَكَانَتْ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ (رضی اللہ عنہما) يَوْمًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جَالِسَتَيْنِ فَدَخَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْم (رضی اللہ عنہ) وَكَانَ أَعْمٰى. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِحْتَجِبَا مِنْهُ. فَقَالَتَا . يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ أَفَعَمْيَا وَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ (ابوداود۔ ترمذی۔ نسائی۔ الکبائر للذہبی ۱۸۸)

(ایک مرتبہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے۔ یہ نابینا صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ نابینا نہیں ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ ہی پہچان سکتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم اسے دیکھ نہیں رہی ہو؟)

پردے کی اہمیت پر اس سے زیادہ واضح اور بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

(۳) عقلی دلائل

(۱)......ایک بزرگ ریل گاڑی کے ذریعے لاہور سے جیکب آباد جا رہے تھے۔ راستے میں کسی اسٹیشن پر ایک کوٹ پتلون میں ملبوس نئی تہذیب کے دلدادہ نوجوان سوار ہوئے۔

تھوڑی دیر کے بعد نوجوان نے بزرگ سے پوچھا ''آپ مجھے دین اسلام کے عالم نظر آرہے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں ایک سوال پوچھ سکتا ہوں'' بزرگ نے جواب دیا ''جی ہاں آپ پوچھئے'' نوجوان نے کہا ''اسلام اس بات کی اجازت کیوں نہیں دیتا کہ مرد اور عورتیں اکٹھے مل کر کام کیا کریں'' بزرگ نے اس نوجوان کو قرآن وحدیث کی روشنی میں کئی جوابات دیئے مگر نوجوان کی طبیعت مطمئن نہ ہوئی۔ وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے عقلی دلیل سے سمجھائیں کہ اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ بزرگ نے سمجھایا کہ جب مرد اور عورتیں مل کر کام کریں گے تو دل ایک دوسرے کی طرف مائل ہوں گے، کئی ہنستے بستے گھر اجڑ جائیں گے، کئی کنواری لڑکیاں بن بیاہی مائیں بن جائیں گی، معاشرے میں فساد مچ جائے گا، نوجوان کہنے لگا کہ اگر انسان اپنی طبیعت پر کنٹرول کرے تو مخلوط تعلیم یا نوکری میں کیا حرج ہے؟ بزرگ نے دیکھا کہ سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکل رہا تو سوچا کہ ٹیڑھی انگلی سے نکالنا پڑے گا۔ یہ نوجوان عقل کا اندھا ہے، اس کے دماغ پر بھی پردہ ہے لہٰذا اس کو کسی دوسرے انداز سے سمجھانا پڑے گا۔ ان کی ٹوکری میں لیموں رکھا تھا، انہوں نے نکال کر چار ٹکڑے کئے اور چوسنے لگے۔ نوجوان بھی گرمی کی شدت کی وجہ سے للچائی نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں، نوجوان نے کہا کہ لیموں دیکھ کر منہ میں پانی آہی جاتا ہے بزرگ نے کہا اب طبیعت پر کنٹرول کا مسئلہ کیا بنا، اگر لیموں دیکھ کر منہ میں پانی آجاتا ہے تو اسی طرح نوجوان غیر محرم لڑکی کو دیکھ کر دل میں گناہ کا خیال آہی جاتا ہے اور یہی چیز زنا کا سبب بنتی ہے۔ دین اسلام نے اس برائی کا راستہ روکنے کے لئے عورت کو حکم دیا کہ اول تو گھر میں ہی رہے اگر کسی ضرورت کے تحت نکلنا پڑے تو پردے میں نکلے تاکہ غیر مردوں کی نظر نہ پڑے اور وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو۔ نوجوان نے شرم سے سر جھکا لیا۔

(۲)......اگر کسی شخص کے ذمے ڈیوٹی لگائی جائے کہ ایک لاکھ روپیہ کی رقم ایک شہر سے دوسرے شہر کسی شخص کو پہنچا دیں۔ تو وہ شخص اوّل تو رقم لے جانے سے گھبرائے گا کہ راستے میں جیب کترے ہوتے ہیں ایسا نہ ہو کہ میری جیب سے رقم ہی غائب کر دیں۔ بلکہ اگر کسی چور ڈاکو کو پتہ چل گیا تو وہ تو جان سے بھی مار دیگا اور رقم بھی لے اڑے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ اسے بینک وغیرہ کے ذریعے ٹرانسفر کروا دیا جائے تا کہ کسی کو پتہ ہی نہ چلے۔ اگر اسے مجبور کیا جائے کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ رقم خود پہنچائیں۔ تو وہ شخص اس رقم کو پوشیدہ جیب یا جگہ میں ڈالے گا اور سارا راستہ فکر مند رہیگا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اسٹیشن پر لوگوں کے سامنے رقم نکال کر گننا شروع کر دے۔ یہ تو [illegible] دعوت دینی ہوئی کہ آ بیل مجھے مار۔

بالکل اسی طرح اگر کوئی نیک عورت گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنا چاہے تو اوّل تو وہ گھبراتی ہے کہ مجھے کیوں خواہ مخواہ باہر جانا پڑا ہے۔ اگر مجبوری اور معذوری اور ضروری ہو تو وہ باپردہ ہو کر نکلتی ہے اور راستے میں فکر مند رہتی ہے کہ کوئی اچکا بدمعاش اس کے پیچھے نہ لگ جائے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ غیر مردوں کے مجمع میں اپنی زیب و زینت کا اظہار کرے اور اپنی عزت داؤ پر لگائے۔ اگر کوئی بدنیت شخص اس کے درپے ہو گیا تو عزت بھی لوٹ لے گا اور جان سے بھی مار دیگا۔ شرع شریف میں اسی لئے پردے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ عورتوں کے عزت و ناموس پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے۔ جو لڑکیاں فیشن ایبل بے پردہ بن کر بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں ان کے اغوا وغیرہ کے واقعات روزانہ اخبار کی زینت بنتے ہیں۔ وہ دوسروں کو تماشہ دکھاتی دکھاتی خود ہی دوسروں کے لئے تماشا بن جاتی ہیں۔

(۳)......اگر کسی شخص نے قصاب کی دکان سے چند کلو گوشت خریدنا ہو تو اسے کپڑے یا تھیلے وغیرہ میں چھپا کر گھر لے جاتا ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ گوشت کو تھال میں ڈال

کر سر پر رکھے اور راستے میں چلے۔ اسے خطرہ ہوتا ہے کہ چیل کوے وغیرہ جھپٹ پڑیں گے اور گوشت کو اڑا لے جائیں گے۔ اسی طرح اگر ۵۰ کلو کی نوجوان لڑکی گھر سے بے پردہ حالت میں نکلے تو انسانی بھیڑیے اس کے گرد منڈلانا شروع کر دیتے ہیں اور کئی مرتبہ تو پورے کے پورے ۵۰ کلو کو ہی غائب کر دیتے ہیں۔ اسی لئے نیک عورتیں پردے میں لپٹ کر نکلتی ہیں تاکہ ان کی جان مال اور عزت آبرو پر کوئی حملہ آور نہ ہو سکے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو لوگ اپنی جوان بیٹیوں کو بے پردہ نکلنے کی اجازت دے دیتے ہیں کیا ان کی نظر میں بیٹی کی قدر و قیمت چند کلو گوشت کے برابر بھی نہیں ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ پرندے گوشت لے گئے تو فقط مالی نقصان ہوگا جس کی تلافی ہو سکتی ہے اور اگر کسی نے بیٹی کی عزت خراب کر دی تو اس نقصان کا ازالہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ دل کہے گا اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

(۴)..... ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر غیرت کا جذبہ عطا کیا ہے۔ وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ کوئی غیر شخص اس کے گھر کی عورتوں پر بری نظر اٹھائے۔ اگر وہ کسی کو اپنی محرم عورتوں سے برائی کرتے دیکھے تو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا بلکہ مرنے مارنے پر تل جاتا ہے۔ کئی مرتبہ تو خاوند اپنی بیوی کو یا باپ اپنی بیٹی کو یا بھائی اپنی بہن کو اور بیٹا اپنی ماں کو قتل کر دیتا ہے۔

آجکل اخباروں میں اس طرح کی خبریں چھپتی رہتی ہیں۔ ایک عورت کی بے پردگی کئی خاندانوں کی عزت خاک میں ملا دیتی ہے۔ لہٰذا انسانی غیرت اور ایمانی غیرت کا تقاضا ہے کہ عورت حجاب پہن کر نکلے اور مرد لوگ اپنی نظریں نیچی رکھیں تاکہ معاشرے میں فساد نہ پھیلے۔

(۶) نبی علیہ السلام نے عورتوں کے متعلق فرمایا:

نَاقِصَاتُ الْعَقْلِ وَدِيْنٍ (مشکوۃ: ج۱،ص۱۲)
(عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص)

عورت کی فطرت ہے کہ وہ عموماً پھسلتی بھی جلدی ہے اور پھسلاتی بھی جلدی ہے۔ بڑے بڑے عقلمندوں کی عقل پہ پردے ڈال دیتی ہے جذباتی ہونے کی وجہ سے گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ ہوتی ہے۔ اسی لئے شرع شریف نے طلاق کا حق مرد کے اختیار میں رکھا ہے، اگر بالفرض عورت کو اختیار دے دیا جاتا تو وہ ایک دن میں ستر مرتبہ طلاق دیتی اور ستر مرتبہ رجوع کرتی۔ کسی سے خوش ہو تو اپنا سب کچھ اس کی خاطر لٹا دیتی ہے۔ اگر کسی سے ناراض ہوتی [illegible] ے زندہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ اندر خانے زیادتی بھی خود کرتی ہے مگر لوگوں کی نظر میں مظلوم بن کر دکھا دیتی ہے۔ ایک کام کرنے کو اپنا دل چاہ رہا ہوتا ہے مگر زبان سے ناں ناں کہہ رہی ہوتی ہے۔ ذرا سی نوک جھونک پر خاوند کی ساری زندگی کی خوش اخلاقی پر پانی پھیر دیتی ہے، کہتی ہے کہ میں نے تیرے گھر میں آکر دیکھا ہی کیا ہے، تو جو کچھ کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے میری لئے نہیں کرتا۔ معمولی بات پر لعنت بھیجنا شروع کر دیتی ہے کمزور ہے تو پھر اپنے مرنے کی دعائیں کرنے لگ جاتی ہے۔ مال کی محبت اس قدر ہوتی ہے کہ اگر خاوند کہے کہ ہم آپ کے جسم میں کیلیں ٹھوکنا چاہتے ہیں مگر ہوں گی سونے کی تو فوراً پوچھے گی کہ پھر دیر کیوں کر رہے ہیں جلدی کریں نہ آپ، اپنا کام جلدی سمیٹیں۔ غصے اور حسد کی آگ میں جل بھن کر کباب بنی ہوتی ہے۔ فیشن کی اتنی دلدادہ کہ چاہتی ہے جیسے کپڑے میں پہنوں ویسے کوئی دوسرا نہ پہنے، اگر ایک مرتبہ کپڑے پہن لئے تو اتار کر کسی کو دے دوں، دوبارہ دھو کر نہ پہننے پڑیں۔ کوئی تعریف کر دے تو پھولی نہیں سماتی۔ دشمن کو دوست اور غیر کو اپنا سمجھنا شروع کر دیتی ہے۔ طبیعت کے اس اتار چڑھاؤ کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی عقل کامل نہیں ناقص

ہے۔ لہٰذا اس کا گھر کی چار دیواری میں رہنا ہی اس کے لئے بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص کامل مجنون ہو تو اسے پاگل خانے کے کمرے میں بند رکھا جاتا ہے۔ عورت چونکہ ناقص العقل ہے لہٰذا اسے ذرا بڑی جگہ یعنی گھر کی چار دیواری میں رہنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اگر باہر نکلنا چاہے تو پردے میں لپٹ کر نکلے اور محرم مرد کے ہمراہ نکلے تاکہ نہ تو یہ کسی کا ایمان خراب کرے نہ ہی کوئی اس کی عزت خراب کرے۔

شرعی پردے کے تین درجے

قرآن مجید فرقان حمید کی مختلف آیات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شرعی پردے کے تین درجے ہیں۔ ایک سب سے بہتر درجہ دوسرا درمیانہ درجہ اور تیسرا نچلا درجہ ہے۔ مختلف عورتوں کے مختلف حالات کی صورت میں ہر عورت کسی نہ کسی درجہ پر عمل پیرا ضرور ہو سکتی ہے۔ شرع شریف نے انسانی حالات کی وجہ سے اس میں وسعت رکھی ہے۔ پردے کا مدار فتنے پر ہے اور فتنے سے بچنے کے لئے جتنی احتیاط ہو سکے اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

(۱) بہترین درجہ

(حجاب بالبیوت)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو)

لہٰذا عورت کے لئے پردے کی سب سے اعلیٰ صورت یہی ہے کہ گھر کی چار دیواری میں وقت گزارے۔ اپنے گھر کو اپنی جنت سمجھے۔ عورت کام کاج اور ذکر و عبادت سے فارغ ہو تو گھر کے صحن میں کھیل کود سکتی ہے۔ لڑکیاں آپس میں آنکھ مچولی کھیلیں، رسّی

پھلانگیں، پتنگیں چڑھائیں، ہلکی پھلکی ورزش کریں، ٹریڈمل مشین پر دوڑ لگائیں، صحن چھوٹا ہو تو پردے والی چھت استعمال کی جاسکتی ہے تاکہ ورزش بھی ہو جائے اور غیر مردوں کی نظروں سے دور اپنے گھروں میں مستور عورتیں اپنی دنیا میں مست رہیں۔ نہ ڈر نہ خوف نہ فکر نہ غم، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے جسمانی ورزش کی ضرورت بھی پوری ہوگئی۔ اکثر عورتیں گھر میں جھاڑو پھونک، کپڑے دھونے، استری کرنے کھانا پکانا، صفائی ستھرائی وغیرہ کے کام کر کے تھک جاتی ہیں، مزید ورزش کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔

لہٰذا گھر میں رہتے ہوئے عورت کی ہر ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اس درجے پر عمل کرنے والی عورت ولایت کے درجات پانے والی اور قرب الٰہی کو حاصل کرنے والی ہوتی ہے۔

(۲) درمیانہ درجہ

(حجاب بالبرقعہ) اگر بامرِ مجبوری عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو برقعہ یا چادر میں خوب اچھی طرح لپٹ کر نکلے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (اپنے اوپر چادر اوڑھ لیں)

آجکل پردہ دار خواتین برقعہ پہن کر جسم کو چھپا لیتی ہیں۔ جبکہ دستانے اور جرابیں پہن کر ہاتھ پاؤں کی زینت چھپا لیتی ہیں۔ جبکہ بعض علاقوں میں شٹل کاک کا برقعہ زیر استعمال ہوتا ہے یہ سب کچھ جلباب کے ضمن میں آتا ہے اسی طرح دیکھنے والے غیر مردوں کو قد وقامت اور جسامت کا اندازہ ہو بھی جائے تو بھی زیب و زینت چھپی رہنے کی وجہ سے فتنے کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔ یہ احتیاط کرنی ضروری ہے کہ برقعہ اتنا نقش و نگار والا نہ ہو کہ دیکھنے والا سمجھے کہ اندر حور کی بچی موجود ہے۔ آجکل کے مردوں کی حریص

نگاہیں عورت کے بقیہ جسم پر نہ بھی پڑیں تو بھی ہاتھ پاؤں پر نظر ڈالتے ہی عورت کے حسن وجمال کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ اس لئے ہاتھ پاؤں بھی چھپانے ضروری ہیں۔ یہ پردے کا درمیانی درجہ ہے۔ اس در۔ جہ پر عمل کرنے والی عورت تقویٰ پر عمل کرنے والوں میں شمار ہوتی ہے۔

(۳) آخری درجہ

(حجاب بالعذر) پردے کا آخری درجہ یہ ہے کہ عورت مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلے اور چادر یا برقعہ اس طرح پہنے کہ اس کے ہاتھ پاؤں آنکھیں وغیرہ کھلی ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور ۳۰)

[اپنا سنگھار نہ دکھلائیں مگر وہ جو خود ظاہر ہو جائے]

عورت کے لئے اپنی زینت کی کسی چیز کو مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں بجز اس کے جو خود بخود ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ یعنی کام کاج اور نقل و حرکت کے وقت جو چیزیں عادۃً کھل ہی جاتی ہیں اور ان کا چھپانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ان کے اظہار میں کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہتھیلیاں اور چہرہ ہے مگر یہ اس وقت ہے جب فتنے کا خوف نہ ہو۔ اگر فتنے کا ڈر ہے تو فقہائے امت کا اجماع ہے کہ عورت کے لئے چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا بھی جائز نہیں۔

پس اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر لین دین کی ضرورت میں عورت کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں کھلی ہوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا مگر اس آیت سے یہ بات کہیں ثابت نہیں ہوتی کہ مردوں کو ان کے اعضاء کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ مردوں کے لئے تو حکم وہی ہے کہ اپنی نگاہیں پست رکھیں۔ شرعی ضرورت شرعی کے بغیر عورت کے ہاتھ پاؤں چہرے کو نہ دیکھیں۔

چہرے کا پردہ

آج کل بعض نام نہاد جدت پسند دانشوروں کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ بھی بڑی شدومد سے کیا جارہا ہے کہ اسلام میں حجاب کا حکم تو ہے لیکن اس میں چہرے کا پردہ شامل نہیں ہے، حالانکہ حسن اور زینت کا اصل مرکز تو انسان کا چہرہ ہے اور آج کے فتنہ وفساد اور غلبہ ہوس کے زمانے میں اس کا چھپانا زیادہ ضروری ہے۔ علاج معالجہ یا عدالتی گواہی اور پہچان کی شرعی ضرورت کے علاوہ عورت کے لئے چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ چند دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱)......قرآن مجید نے فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ کا حکم دیکر بات کھول دی ہے کہ چہرہ چھپانا بھی ضروری ہے۔ اگر چہرہ کھولنا ہوتا تو پردے کے پیچھے سے بات چیت کا حکم بے معنی ہوتا۔

(۲)...... جب پردے کی آیات يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ نازل ہوئیں تو ازواج مطہرات کو تعلیم دی گئی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنا چہرہ چھپائیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ معاذ اللہ ننگے سر پھرتی تھیں اور پردے کی آیات کے ذریعے ان کو سر چھپانے کا حکم ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر اپنی چادریں لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں۔ (تفسیر ابن جریر)

امام محمد بن سیرین نے حضرت عبیدہ بن سفیان بن الحارث سے دریافت کیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے چادر اوڑھ کر طریقہ بتایا اور اپنی پیشانی

اور ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی (تفسیر ابن جریر)

(۳)...... کتب حدیث ابوداؤد، ترمذی، موطا وغیرہ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو حالت احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع فرمادیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں چہروں کو چھپانے کے لئے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کیلئے دستانوں کے استعمال کا رواج عام ہو چکا تھا۔

(۴)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مرد ہمارے قریب سے گزرتے اور ہم عورتیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہرے پر ڈال لیتی تھیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔ (ابوداؤد)

(۵)...... زواجر میں ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب نقل کیا ہے کہ اگرچہ عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں ستر عورت کے فرض میں داخل نہیں ان کو کھول کر بھی نماز ہو سکتی ہے مگر غیر محرم مردوں کو ان کا دیکھنا بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ یعنی عورت کیلئے ان کا دکھانا جائز نہیں۔

(۶)...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے کہ غیر محرم عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں پر نظر کرنا شرعی عذر کے بغیر جائز نہیں۔

(۷)...... علامہ شامی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔

وَالْمَعْنٰی تُمْنَعُ مِنَ الْکَشْفِ لِخَوْفِ اَنْ یرِی الرِّجَالُ وَجْھَھَا فَتَقَعُ الْفِتْنَةُ لِاَنَّهٗ مَعَ الْکَشْفِ قَدْ یَقَعُ النَّظْرُ اِلَیْھَا بِشَھْوَةٍ.

[عورت کو چہرکھولنے سے روکا جائیگا تاکہ مرد دیکھنے نہ پائیں کیونکہ چہرہ کھلنے کی صورت میں شہوت بھری نگاہ ان پر پڑتی ہے] (درمختار ۱/۲۴۸)

(۸)...... انگریزی کا مقولہ ہے

Face is index of mind (چہرہ دماغ کا انڈکس ہوتا ہے)

لہذا کسی شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس کی پوری شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے شرم وحیا نیکی بدی۔ غم وخوشی کا اندازہ چہرے سے ہی ہو جاتا ہے لہذا چہرے کا چھپانا ضروری ہے۔

(۹)...... جب کسی لڑکی کا رشتہ پسند کیا جاتا ہے تو اسکا چہرہ دیکھا جاتا ہے اگر کسی لڑکی کا چہرہ چھپا دیں تو کیا بقیہ اعضائے جسم کو دیکھ کر کوئی اس کی شخصیت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرے کا پردہ انتہائی ضروری ہے۔

(۱۰)...... اگر غیر محرم مرد وعورت ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ لیں تو بغیر بات چیت اور گفتگو کئے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ بقول شاعر

؎ آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے

چونکہ چہرے ہی سب سے زیادہ محل فتنہ ہے لہذا چہرے کو پردے سے مستثنیٰ کرنا جہالت اور گمراہی کی دلیل ہے۔

اعتراضات

اگر کسی محفل مجلس میں پردے کا مسئلہ چھڑ جائے تو بے پردہ عورتیں تڑپ اٹھتی ہیں اور اپنی بے پردگی کو جائز ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کے اعتراضات کرتی ہیں۔ اس طرح بے پردگی جائز تو نہیں ہو سکتی۔ البتہ ان کے گناہ کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنے والا اگر توبہ کرے تو گناہ جلدی معاف ہو جاتا ہے جبکہ گناہ کو جائز سمجھ کر کرنے والا تو کفر کی حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اتمام حجت کے لئے چند اعتراضات مع جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) اعتراض: چادر یا برقعہ پہننے سے کیا ہوتا ہے اصل میں پردہ تو آنکھوں کا ہوا کرتا ہے؟

جواب: جو لوگ کہتے ہیں کہ پردہ آنکھوں کا ہوا کرتا ہے انہیں چاہیے کہ پھر ننگے پھرا کریں انہیں کیا ضرورت ہے کپڑوں میں ملبوس رہنے کی۔ ذرا بے لباس ہو کر گھر کی عورتوں کے سامنے ہی آئیں تو خود ہی عقل ٹھکانے آجائے گی۔ یہ اعتراض وہی عورتیں کرتی ہیں جن کی عقل پہ پردہ پڑ جاتا ہے یا جن کے مردوں کی عقل پہ پردہ پڑ جاتا ہے۔

بے پردہ نظر آئیں مجھے بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

ہمارے خیال میں ایسے اعتراضات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل پہ غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ عام دستور یہی ہے کہ پہلے آنکھوں سے پردہ اترتا ہے اس کے بعد چہرے سے پردہ اتارا جاتا ہے۔

(۲) اعتراض: پردہ تعلیم کے راستے میں رکاوٹ ہے؟

جواب: ہم یہ کہتے ہیں کہ پردہ تعلیم کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہے بلکہ معین و مددگار ہے۔ جن تعلیمی اداروں میں لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم پاتے ہیں وہاں آئے دن نئے افسانے جنم لیتے ہیں۔ لڑکیاں بن سنور کر اپنے حسن کی زکوٰۃ نکالنے آتی ہیں اور لڑکے ان کی سحر طرازیوں کی وجہ سے ان پر ڈورے ڈالنے میں مصروف رہتے ہیں۔ نہ لڑکیوں کی توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے نہ ہی لڑکوں کی توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے۔ بیچاروں کا حال کچھ اس طرح ہوتا ہے۔

؎ کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

اور کئی جگہوں پر تو پروفیسر لڑکیوں پر قربان ہوتے پھرتے ہیں۔

؎ جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی
کون رہ جتا سکے جب خضر بہکانے لگے

ان تمام مسائل کا بہترین حل یہی ہے کہ لڑکیوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں اور لڑکوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں۔ لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کے چہرے پڑھنے کی بجائے کتابوں کے پڑھنے میں مشغول رہیں۔

(۳) اعتراض: پردہ معاشرتی ترقی میں رکاوٹ ہے، کیونکہ معاشرے کا نصف حصہ مفلوج ہو جاتا ہے اور وہ معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار ادا نہیں کر سکتا۔

جواب: پہلی بات تو یہ سمجھنے کی ہے کہ ہم ترقی کسے سمجھتے ہیں؟ کیا عورت کا فقط گھر سے نکل کر دفتروں میں، کلبوں میں، اور پبلک مقامات پر آ جانا معاشرتی ترقی ہے یا یکسو ہو کر اپنی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنا ترقی ہے جو قدرت کی طرف سے اسے دی گئی ہیں۔ عورت کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ معاشرے کو بہترین نسل مہیا کرے جو مستقبل کی معمار بن سکے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب عورت گھر میں رہ کر یکسوئی کے ساتھ اپنی اولاد کی تربیت کرے۔

ترقی کو اہل مغرب کے معیار پر دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ترقی کو اس معیار سے دیکھنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے قائم کیا ہے۔

(۳) اعتراض: پردہ عورت کے لئے قید کی مانند ہے؟

جواب: قید اور پردے کے الفاظ و معانی میں بہت زیادہ فرق ہے۔ قید کہتے ہیں کسی شخص کو اس کی مرضی ومنشا کے خلاف کسی جگہ بند کر دینا۔ جبکہ پردہ کہتے ہیں عورت کا اپنی

خوشی سے غیر مردوں کی نظر سے اوجھل رہنا۔ قید کا منشا ہوتا ہے کہ لوگ اس شخص کے شر سے بچ جائیں جبکہ پردے کا منشا یہ ہوتا ہے کہ عورت غیر مردوں کے شر سے بچ جائے۔ جب کوئی شخص اپنا لباس تبدیل کرنا چاہے تو وہ پسند نہیں کرتا کہ دوسرے لوگ اس کا ستر دیکھیں لہٰذا وہ کسی کمرے میں یا دیوار وغیرہ کی اوٹ میں لباس تبدیل کر لیتا ہے تو اسے قید نہیں کہتے پردہ کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قید مجبوری سے ہوتی ہے جبکہ پردہ خوشی سے ہوتا ہے۔

قید انسان کے جرم کی سزا کے طور پر ہوتی ہے جبکہ پردہ تو انعامات الٰہیہ حاصل کرنے کی نیت سے ہوتا ہے۔ پس عورت پردے میں رہ کر قید نہیں ہوتی بلکہ بہت ساری آفتوں مصیبتوں سے آزاد ہو جاتی ہے۔

(۴) اعتراض: برقعہ تو ڈھکنے کی مانند ہے برقعے والیاں بھی تو غلط حرکتیں کرتی ہیں؟

جواب: یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ پردے والیوں میں بھی گڑبڑ بے پردگی کی وجہ سے ہوتی ہے اگر وہ بے پردگی سے کلی طور پر بچ جائیں تو گڑبڑ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک نکتہ غور طلب ہے کہ اگر پردے والیاں بھی تھوڑی سی بے پردگی کر بیٹھتی ہیں تو گڑبڑ ہو جاتی ہے تو پھر جو عورتیں پردہ کرتی ہی نہیں ان سے کیا کچھ ہو جاتا ہوگا۔ اس لئے دیکھا گیا ہے کہ بے پردہ پھرنے والی عورتوں کا اکثر وقت اپنے کارناموں پر پردہ ڈالنے میں گزر جاتا ہے۔

(۵) اعتراض: بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ہم تین بچوں کی ماں بن گئی ہیں اب ہمیں کون دیکھتا ہے؟

جواب: دیکھنے والے تو تیس بچوں کی ماں کو بھی دیکھنے سے باز نہیں آتے۔ پھر تین بچوں والی ماں کے کیا کہنے۔ اعتراض کرنے والی نے کیسے فیصلہ کر لیا کہ اب ہمیں کون دیکھتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر بالفرض کسی نے دیکھ لیا تو شامت تو آپ کی ہی آئے گی۔ ایسے

فضول بہانوں سے بے پردگی جائز تو نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی ان سے سوال کرے کہ کیا آپ تین بچوں کی ماں بننے کے بعد خاوند کی توجہ کے قابل نہیں رہیں۔ اگر خاوند کی ضرورت آپ سے پوری ہو سکتی ہے تو پھر غیر مرد کے لئے کیا رکاوٹ ہے۔

عربی کا مقولہ ہے۔

لکل ساقطة لا قطه (ہر گری پڑی چیز کو اٹھانے والا کوئی نہ کوئی ہوتا ہے)

(۲) اعتراض: پردہ کرنے سے غیر مرد زیادہ شوقیہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔

جواب: آپ خود سوچیں کہ اگر پردے والیوں کو غیر مرد اتنی شوقیہ نظروں سے دیکھتے ہیں تو پھر بے پردہ پھرنے والیوں کو کیسی ہوسناک نظروں سے دیکھتے ہوں گے۔ ہمارے خیال میں جیسے قصائی بکری کو دیکھتا ہے اس نظر سے دیکھتے ہوں گے۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ پردے والی کو دیکھنے سے تو کالے کپڑے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا مگر بے پردہ عورت کو دیکھ کر تو انہیں سب کچھ نظر آجاتا ہے، یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ گوشت کتنے کلو ہے اور چربی کتنے کلو ہے۔

بے پردگی کے عبرتناک انجام

فرنگی ماحول میں محرم غیر محرم اور پردہ بے پردگی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ عریانی اور فحاشی اپنے عروج پر ہے۔ پڑھے لکھے تہذیب یافتہ لوگ دین سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے حیوان ناطق بنے ہوئے ہیں۔ گھروں میں بچوں کے سامنے ماں باپ بوس و کنار میں مشغول ہوتے ہیں۔ عورتیں اور مرد گھروں میں شارٹ لباس پہن کر پھرتے ہیں۔ مرد اور عورت اپنی خوشی سے زنا کریں تو اسے قانون کی نظر میں جرم ہی تصور نہیں کیا جاتا۔ اندرونی کیفیت دو واقعات سے واضح ہو سکتی ہے۔

(۱)......ایک کافر نے اپنے گھر میں گاڑی چلانے کے لئے ڈرائیور رکھا جو کہ مسلمان تھا۔ چند سال کے بعد کافر کو کسی دفتری کام کی وجہ سے تین ماہ کے لئے گھر سے دور کسی ملک میں جانا پڑا۔ اس نے ڈرائیور کو تاکید کی کہ اپنی ڈیوٹی ٹھیک ادا کرتے رہے۔ اہل خانہ کا خوب خیال رکھے۔ ڈرائیور روزانہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو جاتا اور گھر کی ضرورت کی کوئی چیز لانی ہوتی تو لا دیتا۔ بیگم صاحبہ کو کسی کام کی غرض سے باہر لے جانا پڑتا تو لے جاتا۔ پندرہ دن گزرنے کے بعد ایک دن بیگم صاحبہ نے اسے کمرے میں بلایا اور کہا کہ آؤ میرے ساتھ زنا کرو۔ ڈرائیور نے سوچا کہ میں اپنے افسر کے ساتھ خیانت کیسے کروں لہٰذا اس نے انکار کر دیا۔ بیگم صاحبہ نے اس بات کا برا منایا اور ڈرائیور کو غصے میں گھر سے نکال دیا۔ تین ماہ میں بیگم صاحبہ نے آٹھ دس مرتبہ اس ڈرائیور سے زنا کی فرمائش کی جو اس نے پوری نہ کی۔ جب افسر واپس آیا تو اگلے دن ڈرائیور سے پوچھنے لگا کہ کیا میری بیوی نے تم سے زنا کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں مگر میں نے انکار کر دیا تھا۔ میں آپ کے ساتھ خیانت کیسے کر سکتا تھا۔ افسر کہنے لگا او بیوقوف خیانت کیا بلا ہوتی ہے۔ یہ بتاؤ کہ اگر میری بیوی کو صدمے کی وجہ سے کچھ ہو جاتا تو کون ذمہ دار ہوتا، تمہیں اس کا حکم ماننا چاہیے تھا، میں تم جیسے نافرمان کو گھر میں نوکر نہیں رکھ سکتا لہٰذا آج سے تمہاری چھٹی ہے تمہیں نوکری سے فارغ کر دیا گیا ہے۔

(۲)......دیہاتی علاقے میں رہنے والا کافر نوجوان ایک دن نہا دھو کر اور بن سنور کر کلب جانے لگا تو اس کی بہن نے راستہ روک کر پوچھا، کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ نائٹ کلب میں اپنی جنسی ضرورت پوری کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ نوجوان بہن نے کہا کیا میں زندہ نہیں ہوں؟ تمہاری ضرورت میں اچھے طریقے سے پوری کر سکتی ہوں، چنانچہ کافر نوجوان بہن کے کمرے میں گیا اور جب منہ کالا کر کے اٹھنے لگا۔ تو بہن نے کہا ”بھائی جنسی اعتبار سے ابو تمہاری نسبت زیادہ قوی ہیں“ بھائی نے جواب میں کہا

"ہاں امی کی بھی یہی رائے ہے"۔

ان واقعات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کافر ماحول میں زنا بالرضا کوئی جرم نہیں ہے۔ کفار کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کے معاشرے میں سے بھی حیا کو ختم کر دیا جائے تا کہ زنا عام ہو سکے۔ اس لئے پاپ میوزک اور ننگی فلموں کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کے معاشرے پر یلغار کر دی ہے۔ جو مسلمان فرنگی طور طریقے اپنا کر خوش ہوتے ہیں۔ بے پردگی اختیار کرتے ہیں۔ بچوں کو پاس بٹھا کر جنسی فلمیں دیکھتے ہیں ان کے گھروں کے حالات عبرتناک حد تک برے ہوتے ہیں۔

فرنگی ملک میں ہمارے ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس آنے والی اونچے طبقے کی بے پردہ خواتین نے گھروں کے حالات سنا کر مشورے طلب کئے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ معلوم ہوا کہ ان مالدار گھرانوں سے غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے، محرم عورتوں سے زنا کرنے والی قرب قیامت کی نشانی پوری ہو گئی ہے۔ بے پردگی کے سیلاب نے شرم وحیا کے احساسات کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ فرنگی ممالک میں رہنے والے بعض مسلمانوں کے گھروں میں سے حیا رخصت ہو چکی ہے۔

جب ڈائننگ ٹیبل پر عام مشروب کی جگہ شراب کی بوتل رکھی جائیگی تو پھر انجام کیا ہوگا۔ نہایت افسوس کے ساتھ چند واقعات قلمبند کئے جاتے ہیں۔

(۱) پھوپھو کی زلفیں

ایک فرنگی ملک میں ز، نامی ایک لڑکی کی عمر ۲۹ سال ہو گئی مگر کوئی مناسب رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے شادی نہ ہو سکی، اس کو اپنے بھتیجے سے لگاؤ پیدا ہو گیا لہذا وہ اسے وقتاً فوقتاً کام کاج کی غرض سے گھر بلاتی اور اپنی خوبصورت زلفیں سینے پر ڈال کر اس کو پیار سے گلے لگاتی۔ بھتیجے کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ چند دن تو جھجکتا رہا مگر پھوپھو کی نظر کرم میں اضافہ ہوتا دیکھ کر اس نے ناجائز تعلقات قائم کر لئے۔ مثل مشہور ہے سو دن چور کے

ایک دن سادھو کا۔ ایک دن راز فاش ہو گیا تو پورے خاندان میں رسوائی ہوئی، منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

(۲) خالہ کی مسکراہٹ

فرنگی ماحول میں رہنے والی خالہ جب بھی بہن کے گھر آتی تو پندرہ سالہ بھانجے کو کہتی کہ تم ہمارے گھر کبھی آکر رہا کرو۔ چنانچہ گرمیوں کی چھٹیوں میں بھانجا اپنی خالہ کے گھر رہنے کے لئے گیا۔ خالو صبح ناشتہ کر کے دفتر چلے گئے تو خالہ نے بھانجے کو بلا کر پاس بٹھایا اور اس کے منہ میں لقمے ڈالنے لگی۔ دو دن کے ہنسی مذاق کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھانجے نے خالہ کا بوسہ لیا تو خالہ ناراض ہونے کی بجائے مسکرا کر کہنے لگی، آپ کا شکریہ۔ اس کے بعد وہی کچھ ہوا جو شیطان چاہتا ہے۔ ایک دن خاوند نے ان کو غلط حرکت کرتے دیکھ لیا تو لڑکی کو طلاق دے دی گئی، لڑکے نے بھاگ کر جان بچائی۔ اب در بدر کے دھکے کھاتا پھر رہا ہے۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

(۳) بہن کے فیشن

ماں باپ کسی تقریب میں شرکت کے لئے گئے تو بیٹی گھر میں اکیلی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد بھائی گندی جنسی فلم لے کر آیا اور بھائی بہن نے فلم دیکھی۔ فلم میں جنسی مناظر اتنے تھے کہ بھائی کی نیت خراب ہو گئی اس نے بہن کی طرف دیکھ کر کہا کہ آج تمہارے کپڑے بڑے اچھے ڈیزائن کے بنے ہوئے ہیں۔ دکھاؤ تو یہ کپڑا کتنا ملائم اور نفیس ہے، بہن بھائی کے قریب ہو گئی، کپڑے کو دیکھنے کی بجائے بھائی نے ہنسی مذاق میں اعضاء کی جانچ پڑتال شروع کر دی، اور بالآخر وہی ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ دوسرے دن بہن نے پنکھے سے لٹک کر پھانسی لے لی، اس کی جیب میں سے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا رقعہ ملا جس سے واقعے کا پتہ چلا۔

(۴) ماں کا طرزِ تغافل

خاوند کو فوت ہوئے دو سال گذر گئے تو بیٹا عامر سولہ سال کا ہو گیا۔ ماں بیٹے کا ہر طرح سے خیال رکھتی مگر بیٹا بری سوسائٹی میں گرفتار ہو گیا۔ ماں گھر میں بغیر دوپٹے کے کھلے گلے والی قمیص پہن کر کام کرتی رہتی۔ وقت گزاری کے لئے خود بھی رات کو فلم یا ڈرامے دیکھتی اور بیٹے کو بھی دکھاتی۔ اتنا کہتی کہ بیٹے باہر نہ جایا کرو۔ بیٹے کو ننگی ذہن غلط فلمیں دیکھ کر غلط کاموں کا چسکا پڑ گیا۔ ایک دن اس نے چائے کی پیالی میں نشہ آور دوا ملا کر ماں کو پلائی اور وہ کچھ کیا جس کو قلم لکھنے سے قاصر ہے۔

(۵) ایک مرتبہ کسی عورت نے پڑھنے کے لئے عمل پوچھا کہ مجھے کچھ پڑھنے کے لئے بتائیں تاکہ میرے خاوند کے دل سے میری جوان بیٹی کا خیال نکل جائے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے۔

باریک کپڑوں کا استعمال

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

غیر متبرجات بزینة

[اپنی زینت نہ دکھاتی پھریں]

مفسرین نے اس آیت مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ عورت کے لئے اتنا باریک کپڑا استعمال کرنا منع ہے جس سے حسن و جمال جھلکتا ہو۔

ابن العربی نے احکام القرآن میں لکھا ہے۔

ومن التبرج ان تلبس المرأة ثوبا رقيقا يصفها (احکام القرآن ۳/ ۱۱۴)

[تبرج میں سے یہ بھی ہے کہ عورت اتنا باریک کپڑا استعمال نہ کرے جو چغلی کرتا ہو]

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔

رب نساء کاسیات عاریات مائلات ممیلات لا یدخلن الجنۃ
ولا یجدن ریحھا (مشکوۃ: ج۲ص ۱۰۳۳۶)
[کپڑے پہن کر ننگی رہنے والی عورتیں جو دوسروں کو مائل کرتی ہیں، خود مائل ہوتی ہیں۔ ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی نہ انہیں اس کی ہوا لگے گی]

اس حدیث پاک میں کاسیات کے بعد عاریات کا لفظ اسی لئے آیا ہے کہ وہ عورتیں اتنا باریک کپڑا پہنتی ہیں کہ بدن نظر آتا ہے لہٰذا وہ ننگی کے حکم میں ہیں۔ فقہائے امت کا اجماع ہے کہ عورت کیلئے اتنا باریک کپڑا پہننا جس سے بدن صاف نظر آئے حرام ہے۔ ستر کا چھپانا فرض ہے۔ اگر عورت اتنے باریک دوپٹے سے نماز پڑھے کہ جس سے سر کے بال صاف نظر آتے ہوں تو نماز نہیں ہوتی۔ آجکل بعض دیندار عورتیں موٹے کپڑے کی شمیض پر باریک کپڑے کی قمیض پہن لیتی ہیں۔ اس سے ستر چھپ جاتا ہے لہٰذا جائز ہے۔ اگرچہ تقویٰ یہی ہے کہ باریک کپڑے کا استعمال نہ کیا جائے۔

ام علقمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن ان سے ملنے کے لئے آئیں تو باریک کپڑے کا دوپٹہ پہنے ہوئی تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو ان سے دوپٹہ لے کر پھاڑ دیا اور اس کے بدلے موٹا دوپٹہ ان کو عطا فرمایا۔ (مشکوۃ کتاب اللباس)

مسلم شریف کی ایک حدیث میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔

خذ علیک ثوبک ولا تمشو عراۃ (مشکوۃ ج۲،ص۹۳۶)

(اپنے اوپر کپڑا لازم کرلو۔ ننگے مت پھرو)

اس سے ثابت ہوا کہ ایسا باریک کپڑا جو ستر نہ چھپا سکے بلکہ انسان کے اعضائے ستر صاف نظر آئیں اس کا پہننا حرام ہے۔

بے پردہ عورت کو سزا!

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میری بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے آپ کو روتے دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! میں نے معراج کی رات اپنی امت کی عورتوں کو دیکھا کہ ان کو مختلف طریقوں سے عذاب دیا جا رہا ہے۔ آج مجھے وہ منظر یاد آیا تو شفقت و رحمت کی وجہ سے مجھے رونا آ گیا۔

میں نے پہلی عورت کو دیکھا کہ اس کو سر کے بالوں کے ساتھ الٹا لٹکایا گیا ہے اور اسکا دماغ ابل رہا ہے...... دوسری عورت کو دیکھا کہ اس کو زبان کے ذریعے الٹا لٹکایا گیا ہے اور گرم پانی اس کے حلق میں انڈیلا جا رہا ہے...... میں نے تیسری عورت کو دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں کو اس کی چھاتیوں کے ساتھ اور دونوں ہاتھوں کو اس کی پیشانی کے ساتھ باندھا گیا ہے...... میں نے چوتھی عورت کو دیکھا کہ اس کو اس کے پستانوں کے ذریعے الٹا لٹکایا گیا ہے...... میں نے پانچویں عورت کو دیکھا کہ اس کا سر سور کے سر کی مانند ہے جبکہ بقیہ بدن گدھے جیسا ہے...... میں نے چھٹی عورت کو دیکھا کہ اس کی شکل کتے جیسی ہے اور آگ اس کے منہ میں داخل ہوتی ہے اور اس کے پاخانے کے راستے سے باہر نکلتی ہے، فرشتے آگ کے بنے ہوئے گرزوں سے اسے سر پر چوٹ لگا رہے ہیں۔ یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں اور عرض کیا اے میرے پیارے ابو جان! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ان عورتوں نے کیا گناہ کیے تھے جس کی وجہ سے اتنی سزا دی جا رہی تھی۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا بیٹی پہلی عورت جسے سر کے بالوں سے باندھ کر لٹکایا گیا تھا وہ مردوں سے اپنے بالوں کو نہ چھپاتی تھی۔ (ننگے سر گلی کوچہ بازار میں پھرنے کی عادی

تھی)

دوسری عورت جسے زبان کے ذریعے لٹکایا گیا تھا اس کا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کو ایذا دیتی تھی۔ (اس کے سامنے زبان چلانے کی عادی تھی)

تیسری عورت جس کو پستان کے ذریعے لٹکایا گیا تھا وہ بدکار عورت تھی جو غیر مردوں سے زنا کی مرتکب ہوتی تھی۔

چوتھی عورت جس کے دونوں پاؤں چھاتی سے اور دونوں ہاتھ پیشانی سے باندھ دیئے گئے اور اس پر سانپ بچھو چھوڑ دیئے گئے۔ وہ عورت حیض اور جنابت کے بعد اچھی طرح فرض غسل سے اپنے بدن کو پاک صاف نہیں کرتی تھی اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی۔

پانچویں عورت جس کا سر سور جیسا اور جسم گدھے جیسا تھا تو یہ عورت چغل خوری کرتی تھی اور جھوٹ بولتی تھی۔

چھٹی عورت جس کی شکل کتے جیسے تھی اور آگ اس کے منہ میں داخل ہو کر پاخانے کے راستے باہر نکلتی تھی تو یہ وہ عورت تھی جو حسد کرتی تھی اور احسان جتلاتی تھی۔ (الکبائر للذہبی: ص ۱۷۷)

☆ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں۔

وقد حكي ان امرأة كانت من المتبرجات في الدنيا وكانت تخرج من بيتها متبرجة . فماتت فرآها بعض اهلها في المنام وقد عرضت على الله عزو جل في ثياب رقاق . فهبت ريح فكشفتها فاعرض الله عنها وقال خذوا بها ذات الشمال الى النار فانها كانت من المتبرجات في الدنيا (الکبائر للذهبي: ۱۷۷)

(ایک عورت دنیا میں بہت بن سنور کر بے پردہ رہتی تھی۔ اسی زیب و زینت کے

ساتھ بے پردہ گھر سے باہر جایا کرتی تھی۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعض رشتہ داروں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسے پتلے اور باریک کپڑوں میں پیش کیا گیا۔ اتنے میں ایک زوردار ہوا کا جھونکا آیا اور اسے ننگا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا۔ اسے جہنم کی بائیں جانب پھینک دو کیونکہ یہ دنیا میں بن سنور کر بے پردہ رہا کرتی تھی)

حضرت مجذوبؒ کے چند اشعار ہیں۔

یہی دھن ہے تجھ کو رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی اور فیشن نرالا
تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

نتیجہ: بے پردگی کی تکلیف دردناک، اس کے خطرات عظیم اور اس کے نتائج برے ہوتے ہیں۔

پردہ داری کی برکات

☆......امام ابن العربی کہتے ہیں کہ میں ملک نابلس کی تقریباً ایک ہزار بستیوں میں گیا ہوں۔ ان بستیوں میں سے ایک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔ میں نے نابلس کی عورتوں سے زیادہ پاکدامن عورتیں کہیں نہیں دیکھیں۔ میں نے ان

بستیوں میں بہت دیر قیام کیا مگر میں نے دن کے وقت کسی عورت کو باہر نکلتے نہیں دیکھا۔ ہاں جب جمعہ کا دن ہوتا تو عورتیں اپنے گھروں سے مسجدوں کی طرف آتیں حتیٰ کہ تمام مساجد کے مخصوص حصے عورتوں سے بھر جاتے۔ جمعہ کی نماز کے بعد عورتیں اپنے اپنے گھروں میں واپس لوٹ جاتیں، پھر آئندہ جمعہ تک گلیوں میں ایک عورت بھی چلتی پھرتی نظر نہ آتی تھی۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۱۶)

☆......راقم الحروف کو چند سالوں سے چترال کے تبلیغی دورے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ وہاں کے ایک بزرگ عالم دین نے بتایا کہ یہاں پر قتل وغارت گری کی وارداتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اتنا امن وسکون آخر کس وجہ سے ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہماری عورتیں پردے کی بہت پابند ہیں۔ کئی کئی مہینے گلی کوچہ میں بے پردہ عورت نظر نہیں آسکتی۔ اس پردے کی برکت سے زنا اور فحاشی کا راستہ بند ہے۔ لہٰذا خاندانوں میں دشمنی اور رقابت نہیں ہے۔ ہر طرف امن اور آشتی، محبت اور بھائی چارے کی فضا ہے۔ آپ کو ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کا خیر خواہ نظر آئے گا۔

☆......امریکہ کی ایک انگریز نوجوان لڑکی مسلمان ہوئی تو اس نے باقاعدہ نقاب والا برقعہ پہننا شروع کر دیا۔ اس سے بہت ساری عورتوں نے سوال پوچھا کہ آپ تو کھلے ماحول سے کھلے بدن پھرنے والی لڑکی ہیں یکدم اتنا گہرا پردہ کرنے سے آپ کو تنگی نہیں ہوتی؟ دم گھٹتا محسوس نہیں ہوتا؟ آپ اپنے آپ کو قید میں محسوس نہیں کرتیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی جوانی کی راتیں نائٹ کلبوں اور ناچ گھروں میں گزاری ہیں، میں نے ہر مرد کی نظر کو ہوس زدہ دیکھا ہے، میں گلی بازار میں چلتی تھی تو مردوں کو اپنی طرف گھورتا دیکھتی تھی، میرے دل میں ہر وقت ڈر رہتا تھا کہ کوئی بدمست بدبخت نوجوان مجھ پر جھپٹ نہ کرے، کیا پتہ عزت بھی لوٹے اور جان سے بھی مار دے۔ لیکن

جب سے میں نے پردہ کرنا شروع کیا ہے اس وقت سے میں لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوں، نہ تو کوئی میرے حسن و جمال کا مشاہدہ کر سکتا ہے، نہ مجھے دل میں کسی سے خطرہ ہے، میں تو پردے میں آ کر سکھی زندگی گزار رہی ہوں۔ کاش بے پردہ عورتوں میں میرے دل کے سکون کو تقسیم کر دیا جاتا تو انہیں بھی سکون مل جاتا۔ اس نے کتاب لکھی ہے۔ Behind the veil (پردے کی اوٹ سے)

☆......امریکہ کی ریاست مِنی سوٹا میں ایک نوجوان مسلمان لڑکی فاطمہ نقاب والے برقعے میں لپٹی ہوئی خراماں خراماں اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی۔ اس نے ہاتھ میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں بھی پہن رکھی تھیں۔ ایک پولیس افسر نے دیکھا تو اسے تجسس ہوا کہ یہ کپڑے میں لپٹا کون شخص ہے۔ اس نے پانچ چھ پولیس والوں کو بلا لیا اور کہا کہ اس کو گرفتار کر کے پولیس اسٹیشن پہنچاؤ۔ چنانچہ پولیس والوں نے فاطمہ کو روک کر کہا کہ چہرے سے کپڑا ہٹاؤ تاکہ ہم تمہیں دیکھ سکیں۔ اس نے کہا کہ کسی عورت کو لاؤ تاکہ وہ میرا چہرہ دیکھے، آپ لوگ ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ پولیس والوں نے کہا کہ اگر تم نے کپڑا نہ ہٹایا تو ہم تمہیں گرفتار کر لیں گے چونکہ امریکہ میں 1963ء میں ایک قانون پاس ہوا تھا کہ کوئی شخص سو فیصد جسم کو چھپا کر نہیں چل سکتا۔ اس طرح تو بڑے بڑے مجرم راہ فرار اختیار کر سکیں گے۔ فاطمہ نے جواب دیا کہ میں اسی ملک میں پیدا ہوئی پلی بڑھی اور تعلیم پائی ہے، مجھے معلوم ہے کہ ہمارے ملک کا آئین ہر شخص کو مذہبی آزادی دیتا ہے، میں نے یہ پردہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کیا ہے، یہ میرا آئینی حق ہے۔ یہ سن کر پولیس والے اسے پولیس اسٹیشن لے گئے، ایک عورت کے ذریعے اس کی شناخت کروائی اور اسے ایک کارڈ بنا کر دیا کہ آئندہ تمہیں کوئی پولیس والا روکے تو اسے یہ کارڈ دکھا دینا۔ کارڈ پر لکھا ہوا تھا کہ فاطمہ کو 1963ء کے قانون سے

مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔ فاطمہ آج بھی باپردہ حالت میں امریکہ کے گلی کوچوں میں چلتی ہے۔ نہ اسے اپنی عزت و آبرو لٹنے کا ڈر ہے نہ جان کا خوف ہے اسکی زندگی لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا مصداق بن گئی ہے۔

☆☆☆☆☆